رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

ذکر الحبیب حبیبؑ

از قلم پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق صادق ہیں۔ الحکم ۱۹۰۲ء و ۱۹۰۳ء میں کثرت سے انکا ذکر آتا ہے۔ آپنے الحکم کی قلمی مدد اسقدر کی ہے کہ اس کی مثال کم ملے گی اب پھر آپنے الحکم ہی کے ذریعے اپنے محبوب کا تذکرہ شروع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسکے کمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین (محمود احمد)

ایک روز کا ذکر ہے کہ صبح کے چار بجے تھے گلابی موسم تھا۔ خاکسار اور منشی محمد خاں مرحوم عاشق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور منشی ظفر احمد صاحب ساکنان کپورتھلہ اور حاجی حافظ احمد اللہ خاں صاحب ناگپوری ولیشوری ودیگر دو تین احباب مسجد مبارک میں بیٹھے تسبیح و تہلیل اور درود واستغفار میں مشغول تھے کسی نے آذان خوش الحانی سے دی۔ جب وہ اذان ختم کر چکا تو میرے دل میں ایک جوش پیدا ہوا۔ تو میں نے آہستہ آہستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار خوش الحانی سے پڑھنے شروع کیے تو عاشق مسیح موعود علیہ السلام نے زور سے پڑھنے کے لیے فرمایا۔ چونکہ مرحوم کا اور میرا گہرا تعلق تھا اور ساتھ ہی بے تکلفی تھی اُن کے ذوقِ قلبی اور فرمانے پر میں نے وہی اشعار زور سے پڑھے اور وہ اشعار یہ ہیں ؎

چوں مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نام من بنہادہ اند
مے درخشم چوں قمر تابم چو قرصِ آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ہا افتادہ اند
بشنوید اے طالبان کز غیب بکنند ایں ندا
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

حافظ غلام محی الدین صاحب مرحوم جو بڑے مخلص احمدی تھے اور رات دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اور کاروبار کے لیے مستعد اور کمربستہ بڑے شوق سے رہتے تھے آ گئے۔ چنانچہ ایک روز مغرب کیوقت حافظ صاحب نماز پڑھتے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آواز دی "حافظ جی" پس حافظ صاحب نے عین نماز میں جواب دیا کہ "حضرت حاضر ہوں" یہ کہکر حضرت اقدسؑ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو گئے۔ اور ارشاد کی

(در مطبع انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پراپرائٹر کے چھپا)

سنکر پھر یہی منزل کی دوسرے روز حافظ صاحب مرحوم نے یہ ماجرا بیان کیا اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی محمد میں نے اس آیۃ قرآنی کے حکم کے مطابق عین نماز میں جواب دیا وہ آیۃ یہ ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ حضرت اقدس علیہ السلام سنکر اور ہنس کر خاموش ہو گئے۔ المدعا جب دوسرا شعر پڑھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیت الفکر کی ڈیوڑھی یعنی کھڑکی سے چہرہ منور چمکتا ہوا نکالا اور روئے مبارک میں لالٹین روشن شدہ تھی اور ایک لمپ مسجد میں روشن تھا۔ اللہ اکبر اُس وقت کا منظر کیا ہی مبارک اور دلکش۔ عین آمین دوسرے شعر کے مصرعہ اول کے مطابق تھا + ع

می درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب

آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ محمد خاں صاحب مرحوم کو تو وجد کی حالت طاری ہو گئی اور ہم سب پر ایک عجیب حالت طاری تھی۔ ایکطرف استغنا سے محبت اور ایکطرف استغراق محو نظارہ۔ میں خاموش ہو رہا آپ بیٹھ گئے۔ فرمایا صاحبزادے صاحب چپ کیوں ہو گئے پڑھو۔ پھر میں نے مکرر سکرر ان اشعار کو پڑھا۔ آپ سنکر محظوظ ہوئے اور فرمایا جزاک اللہ احسن الجزاء۔ اسکے بعد نماز ادا کی +

سراج الحق نعمانی

صادق امریکہ میں!

ڈاکٹر ڈوئی امریکہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بڑی بڑی بیہودہ بڑیں ہانک رہا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مکھیوں اور مچھروں کی سی مانند ٹھہراتا تھا۔ لیکن آخر خدا کے مسیح کے مقابل میں آنے کی وجہ سے وہ موت کے فرشتوں کے حوالے کیا گیا اور نہایت ذلت اور بدنامی سے مرا۔ اسکا شہر جس کو وہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ خدا نے مٹا دیا۔ ایکطرف تو خدا نے اُس کو ہلاک کر اپنے مسیح موعود کی سچائی پر مہر کر دی دوسری طرف اب وہ وقت آگیا ہے کہ امریکہ میں خدا کے اسی سچے مسیح کا پیغام صادق کے ذریعے پہنچایا جائے اور وہاں ایک اور صداقت کا شہر بسایا جائے۔ ڈاکٹر ڈوئی اور اسکے ساتھیوں کی ہڈیاں اس سچے مسیح کے پیغام کو سنینگی اور سخت دکھ محسوس کرینگی

میں احباب سے درخواست دعا کرتا ہوں کہ ابھی باوجود اسکے کہ صداقت کا مجسمہ امریکہ کے شہروں میں پیام امن لیکر اُتر پڑا ہے۔ لیکن ابھی کام کرنے میں بعض روکیں ہیں۔ پس سب احباب ملکر دعا کریں۔ تا خدا ان روکوں کو دور کر دے۔ اور اس نئے قلعہ کی فتح جس میں ڈوئی بیٹھکر ڈوئی ہم پر پتھر پھینکتا تھا ہمارے لیے مبارک اور ترقیوں کا باعث ہو جائے +

مسجد کا ذکر بھی ناگوار ہے

آجکل کے علماء کی یہ حالت ہے کہ مسجد کا ذکر بھی اُن کو سخت دکھ اور تکلیف میں ڈال دیتا ہے۔ معزز ہمعصر وکیل نے لندن میں خدا کا گھر کے عنوان سے ایک نوٹ گذشتہ ایام میں شائع کیا جسمیں ہماری مسجد لنڈن کا ذکر تھا۔ لیکن ایڈیٹر اہل سنت والجماعت اسکو پڑھکر فوراً ہی سیخ پا ہو گیا۔ اور بہت کچھ برا بھلا لکھ مارا۔ معزز ہمعصر نے جو کچھ اس کا جواب دیا وہ ایک نہایت ہی مکمل اور مسکت جواب ہے۔ اسلیے فی الحال میں اسی کو درج اخبار کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور اگر مزید ضرورت ہوئی تو پھر دیکھا جائیگا + (شیخ محمود احمد)

اسلام کی رواداری
اور
چودھویں صدی کا ایک عالم!

مسجد کا ذکر بھی ناگوار ہے

"وکیل" میں کچھ مدت بیشتر ایک نوٹ لنڈن میں "خدا کا گھر" کے عنوان سے نکلا تھا۔ اس کا مطلب صرف اسی قدر تھا کہ قادیان کی جماعت احمدیہ لنڈن میں ایک مسجد بنانا چاہتی ہم نے اس میں جماعت مذکور کی ہمت بلند کی تعریف کی تھی اور اُسکے ساتھ ہی اس تمنا کا اظہار کیا تھا کہ کاش! یہ مسجد تمام مسلمانوں کی متحدہ کوشش سے بنتی اور اس میں فرقہ آرائی کی روح غالب نہ ہوتی۔ اس سے ایک مولوی صاحب نے جو حکیم بھی ہیں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہم نے مسجد مذکور کے لیے عام مسلمانوں سے چندہ کی اپیل کی ہے۔ لیکن فہمیدہ اصحاب دیکھیں گے کہ "وکیل" نے ہرگز کسی سے مسجد احمدی کے لیے چندہ کی اپیل نہیں کی۔ اسلیے کہ قادیان کی احمدی جماعت کسی سے چندہ لینا نہیں چاہتی جو یقیناً اُن کی فرقہ آرائی کی ایک دلیل ہے۔ اور اسی کی طرف ہمارے زیر بحث نوٹ میں اشارہ کیا گیا تھا۔ لیکن یہ جناب کی حکمت باطلہ کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ کہ اُنھوں نے "وکیل" سے وہ بات منسوب کی جو اُس نے نہیں کہی۔

قطع نظر اسکے ہم اس معاملہ پر اصولی نقطۂ نگاہ سے بحث کرنا چاہتے ہیں۔ حکیم صاحب دراصل محض اتنی سی بات سے بھڑک اُٹھے ہیں کہ "وکیل" نے احمدیوں کی مسجد لنڈن کا تذکرہ کیا اور ان کی ہمت بلند کی تعریف کی۔ یہ چودھویں صدی کے ایک عالم دین کا ظرف ہے کہ وہ احمدیوں کی مسجد کا ذکر تک سننا گوارا نہیں کرتا۔

اسکو معلوم نہیں۔ کہ مسلمان وہ ہیں۔ جنھوں نے اپنے ہاتھ سے گرجے بنوائے۔ بت کدوں کی حفاظت اور آتشکدوں کی سرپرستی کی ہے۔ اور راہبوں اور پجاریوں کے روزینے مقرر کیے ہیں بغداد مسلمانوں ہی کا بسایا ہوا شہر ہے اور وہ کسی زمانہ میں اسلامی دنیا کا مرکز تھا۔ ذرا معجم البلدان اُٹھا کر دیکھیے کہ اس میں بغداد کے گرجوں کے کسقدر نام درج ہیں۔

اسلامی تاریخ دمشق کے اس گرجے کا واقعہ نہیں بھول سکتی۔ جس کا نام یوحنا کا گرجا تھا۔ یہ گرجا جامع مسجد کے متصل واقع تھا۔ اور اس کو مسجد مذکور میں ملانا ضروری تھا۔ امیر معاویہ عبدالملک بن مروان اپنے اپنے عہد خلافت میں کوشش کرتے رہے۔ کہ عیسائی رعایا اسکو مسجد میں شامل کر لینے کی اجازت دے۔ اسلیے اُنھوں نے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔ مگر وہ نہیں مانے۔ آخر خلیفہ ولید نے غصہ میں آکر اس کو مسجد میں شامل کر ہی لیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا

زمانہ خلافت آیا۔ تو عیسائیوں نے اس ظلم کی شکایت کی۔ انھوں نے عامل دمشق کو گرجا کی واپسی اور بحالی کے لیے لکھا۔ لیکن عامل نے مسلمانوں کی استدعا پر عیسائیوں سے سمجھوتہ کرلیا۔ اور عہد کرلیا کہ اگر تم مسجد ڈھا دینے سے باز آجاؤ تو تمھارے سب گرجے جو آغاز فتح میں مسلمانوں کے قبضے میں رہ گئے تھے واپس کردیئے جائینگے۔

عضدالدولہ جو بڑا نامور شہنشاہ گزرا ہے اپنے وزیر بن ہارون کے ذریعہ سے ۳۶۹ھ میں ممالک اسلامیہ میں کثیر التعداد چرچ تعمیر کرائے۔

خالد بن عبداللہ قسری نے ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں گورنر عراقین تھا اپنی ماں کے لیے جو مسیحی مذہب کی پیرو تھی خود ایک گرجا تعمیر کرایا +

محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا۔ تو برہمنوں کو بلاکر بتخانوں کی کامل حفاظت اور سرپرستی کا انھیں یقین دلایا اور اُن کی تمام جاگیروں اور وظائف کو برقرار رکھا۔

محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کیا تو یونانی کلیسا کا خود محافظ بنا اور پادریوں کو تمام قوانین سے مستثنیٰ کردیا۔

یہ وہ روح تھی اور یہ واقعات تھے جنھوں نے حضرت عمر کے زمانہ میں مرد کے پیٹریارک کے قلم سے ایران کے لارڈ بشپ کو ایک خط میں لکھوایا کہ "عرب جنکو خدا نے اسوقت جہان کی بادشاہی دی ہے۔ عیسائی مذہب پر حملہ نہیں کرتے۔ برخلاف اسکے وہ ہمارے مذہب کی امداد کرتے ہیں۔ اور گرجوں اور خانقاہوں کیلیے عطیہ دیتے ہیں"

ہارون الرشید کے عہد میں ۱۷۱ھ میں موسیٰ بن عیسیٰ مصر کا گورنر مقرر ہوا۔ تو اس نے چند گرجوں کے بارے میں جو دو سال پیشتر گورنر علی بن سلیمان کے حکم سے مسمار کردیئے گئے تھے۔ علماء سے استفتا کیا۔ اسوقت مصر کے تمام علماء کے پیشوا الیث بن سعد تھے جو بہت بڑے محدث اور مقدس بزرگ تھے اُنھوں نے علانیہ فتویٰ دیا کہ منہدم شدہ گرجے نئے سرے سے تعمیر کرا دیئے جائیں۔ اور دلیل یہ دی کہ مصر میں جس قدر گرجے ہیں خود صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں تعمیر ہوئے تھے۔ چنانچہ تمام گرجے سرکاری (اسلامی) خزانہ سے تعمیر کرا دیئے گئے۔

یہ تھی سچے مسلمان کی اسلامی شان۔ اور یہ تھی اسلام کی رواداری اور بے تعصبی جس نے اپنے تو اپنے اسلام اور اسلامیوں کو غیروں میں بھی عزیز و محترم بنا دیا تھا۔ یا یہ ایک چودھویں صدی کے بزرگ ہیں۔ جو عالم دین بھی کہلاتے ہیں کہ کسی اخبار میں گرجا اور مندر تو درکنار ایک مسجد کا ذکر سکون خاطر کے ساتھ نہیں دیکھ سکتے۔ اگر ان کو اسلامی تاریخ کے ان شاندار ابواب کا علم نہ ہو تو انھیں محی الملت والدین حضور نظام ہی کے طریق عمل کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھنا چاہیئے۔ جو اسوقت بھی جبکہ اسلام ارباب غرض اور جاہلوں کی خاکبازی سے غبار آلود ہو رہا ہے صحیح اسلامی سپرٹ کو ملحوظ رکھتے ہوئے مساجد کے پہلو بہ پہلو گرجوں مندروں اور معبدوں کی دستگیری فرما رہے ہیں اور خود غرض افراد کی رخنہ اندازی کارگر نہیں ہونے دیتے۔

سطور بالا سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں نے تمام مذاہب اور عمل کو اپنے ادائے فرائض میں کس فیاضی سے آزادی عطا کی انھوں نے اسلامی شہروں میں عیسائی جذبات کا صرف زبانی احترام ہی نہیں کیا بلکہ عملاً ان کو ہر طرح کی آسانیاں بہم پہنچائیں اور ان کی ہر طرح اعانت کی حتی کہ بتکدوں سے بھی اپنی امداد اور سرپرستی دریغ نہیں رکھی ہم پوچھتے ہیں کہ کیا گرجوں اور مندروں کے مقابلہ میں ایک مسجد جس میں نہ تین خداؤں کی پرستش ہوگی اور نہ بتوں کی پوجا ہوگی۔ اسلام میں گرجوں اور مندروں کی سرپرستی اسلام نے کی ہے اور روا رکھی ہے۔ تو کیا اب چودھویں صدی میں اسلام کے کسی فرقہ کی مسجد کا ذکر بھی معیوب ہے! کیا اسلام اس قدر محدود ہو گیا ہے؟ کیا اسلام کی امتیازی خصوصیات رخصت ہو چکی ہیں؟ اور کیا اسلام کی بے بسی فی الواقع اسی حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ خود غرضوں کے ہاتھوں میں موم کی ناک بن گیا ہے؟

ہمارا دل خون روتا ہے جب ہم اس زمانہ میں دین الفطرۃ کی باگ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں پاتے ہیں جن کو نہ مذہب کی خبر ہے اور نہ حالات حاضرہ سے آگاہی جو اپنے مطلب کے لیے اسلام کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

آخر میں ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ جو شخص یا گروہ اسلام کے صاف و مصفا چشمہ کو دھندلا کرنے اور پیروان اسلام میں خلل ڈالنے اور ان کو اسلام کے امتیازات خصوصی سے بیگانہ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ خدا اور خدائی کا دشمن اور اسلام اور مسلمانوں کی قومیت کا عدو ہے۔ خواہ وہ شخص یا وہ گروہ وہ کسی عقیدہ یا فرقہ کا پیرو ہو۔ +

ہمارے سیلونی بھائی

سیلون سے تازہ آئے ہوئے اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ سیلون میں ہماری مخالفت بہت جوش پر ہے۔ اور ایک شخص مولوی محی الدین وہاں گیا ہے جو احمدیہ جماعت کے خلاف سخت بھڑکانے والے لیکچر دے رہا ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ اگر تم لوگ کوشش کرو تو تم احمدیہ جماعت کو بالکل مٹا سکتے ہو۔ اور کوشش کرو کہ سیلون کی زمین سے یہ نکال دیئے جائیں۔ اور احمدیہ جماعت کے سب مکرم احباب کو وہ "دوغلے" کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔

سیلون کی جماعت گو بہت چھوٹی ہے مگر ہمت بہت بلند ہے اور بہت بڑا کام کر رہی ہے ۶ طالب علم قادیان میں بغرض حصول تعلیم دین بھیجے ہوئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ یہ فتنہ دور ہو اور مفسد ہلاک ہو (آمین)

ہمارے مارشیسی بھائی

گذشتہ ماہ دسمبر میں ہمارے جو بھائی مارشیس سے تشریف لائے تھے ابھی تک ہندوستان ہی میں ہیں اور جہاز نہ ملنے کی وجہ سے کلکتہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ احباب ان کے لیے دعا فرمائیں کہ وہ خیریت سے اپنے گھر پہنچ جائیں +

آتشزدگی

انوار احمدیہ پریس قادیان کے ساتھ کے مکان میں یکم مارچ ۱۹۲۰ء قریباً عصر کی نماز کیوقت آگ لگ گئی اندیشہ تھا کہ پریس کو آگ نہ لگ جائے۔ لیکن خدا کے فضل سے پریس جو کہ دیوار بہ دیوار تھا بچ گیا

الحمد للہ

تصویر کے دو رخ

اخبار وکیل اور حضرۃ خلیفۃ المسیح کا لیکچر امرت سرا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ۲۲ فروری کو بمقام امرت سر ایک لیکچر فرمایا۔ اس لیکچر پر علماء امرت سر نے بہت زور لگایا کہ اس کو ناکام بنایا جائے

حضرت صاحب کے لیکچر کے متعلق اور مخالفوں کی حالت کے متعلق جو کچھ معزز ہمعصر وکیل نے لکھا ہے اسکو بجنسہ ناظرین کے ملاحظہ کے لیے درج اخبار کرتا ہوں۔ اس سے احباب کو معلوم ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو سوائے شرارت اور مخالفت کے کچھ آتا ہی نہیں ہے۔ معزز ہمعصر وکیل احمدی اخبار نہیں مگر اس میں بیجا تعصب نہیں ورنہ ملانوں کیطرح ضد اور ہٹ کی پٹی آنکھوں پر نہیں باندھے ہوئے ہے۔ معزز ہمعصر نے جو کچھ لکھا وہ واقعات کی روشنی میں لکھا ہے اور وہ ہر شخص جو تعصب کی پٹی اُتار دے وہ اسیطرح لکھے گا۔ (جائنٹ ایڈیٹر)

پہلا رخ

صداقت اسلام اور ذرائع ترقی اسلام

میرزا بشیرالدین محمود احمد کا لیکچر

میرزا صاحب کا ایک لیکچر ۲۲ تاریخ کو ۱/۲ ۱ بجے بعد دوپہر بندے ماترم ہال امرت سر میں زیر صدارت خان ذوالفقار علیخاں (برادر اکبر مسٹر شوکت علی و محمد علی) ہوا۔ ہال ہر مذہب و ملت کے افراد سے بھرا ہوا تھا۔ حافظ روشن علی صاحب نے تبرکاً چند رکوع کلام اللہ کے پڑھے۔ حکیم محمد حسین صاحب نے نعت پڑھی اور میرزا صاحب نے ۱/۲ ۲ بجے لیکچر شروع کیا جو ٹھیک ۱/۲ ۴ بجے ختم ہوا۔ آپ نے فرمایا قبل اسکے کہ میں صداقت اسلام پر اپنا مضمون شروع کروں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مذہب کی غرض کیا ہے۔ بغیر غرض و غایت معلوم ہوئے کسی مذہب کے فوائد بیان کرتے اور دلائل دینے بے سود ہیں۔ مثلاً کوئی شخص مکان لیتا ہے کہ اس میں وہ سردی گرمی سے محفوظ رہے گا۔ آپس کے تعلقات کو بخوبی برت سکیگا۔ اسلیے وہ ایسا مکان لیگا جو اس غرض کو پورا کرے لیکن اگر ایسا مکان ہو جس کی دیوار و در پر گلکاری ہوئی ہو مگر اس میں چھتیں نہ ہوں تو اس میں وہ غرض پوری نہ ہوگی۔ ایسے وہ اس مکان کو نہ لیگا اسی طرح مذہب کی بھی غرض ہوتی ہے۔ عربی زبان میں تمام الفاظ معنی رکھتے ہیں اور یہ بات دوسری زبانوں میں نہیں ہے۔ مثلاً ماں باپ کو لیجیے اسکے کوئی خاص معنے نہیں ہیں ان کی بجائے دوسرے الفاظ رکھدیئے جاتے تو ان سے بھی وہی مفہوم ہوتا جو ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ لیکن عربی میں ماں کو اُم کہتے ہیں۔ اُم کے معنی جڑ کے ہیں چونکہ ماں بمنزلہ جڑ کے اور اولاد اسکی شاخیں ہیں اسلیے ماں کو ام کہا گیا۔ اسی طرح ماں کے معنی پیچھے چلنے کے ہیں چونکہ بچے ماں کے پیچھے چلتے ہیں اسلیے ماں کے لیے ام کا لفظ رکھا گیا۔ مذہب کے لیے اسلام میں سبیل۔ طریق۔ منہاج۔ شریعت اور مذہب وغیرہ کے الفاظ ہیں جن کے معنی راستے کے ہیں۔ چونکہ اس راستے پر پڑ رہنے سے انسان اخلاقی اور روحانی طور پر کہیں سے کہیں چلا جاتا ہے۔ اور وہ خدا سے جا ملتا ہے اسلیے مذہب کا نام مذہب رکھا اور یہی مذہب کی غرض ہے۔ مذہب کی غرض تجارت اور ایجاد نہیں ہے اس غرض کو جو پورا کردے وہ سچا ہے اگر میں اسلام کے متعلق ثابت کردوں کہ وہ اس غرض کو پورا کرتا ہے تو وہ سچا ہوگا۔

ہمارے ملک میں فسادات کیوجہ یہ ہے کہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ ہمارا مذہب سچا ہے اور دوسرے مذاہب جھوٹے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک مذہب میں خوبیاں ہیں۔ زنا چوری وغیرہ برائیوں کو تمام مذاہب برا کہتے ہیں اسٹریلیا کا مذہب بھی جو سب سے پرانا ہے خوبیاں رکھتا ہے حبشیوں میں برادری کا برتاؤ اور لوگوں سے اچھے سلوک کی تعلیم ہے بہرحال صرف خوبیوں سے کسی مذہب کی صداقت ثابت نہیں ہو سکتی .... کیونکہ اخلاق اور اصول کے لحاظ سے تمام مذاہب ایک پلیٹ فارم پر ہیں البتہ سب سے سچا مذہب وہ ہے۔ جو خدا سے بندے کا تعلق جوڑے۔ اس کا دعوٰی خود قرآن کرتا ہے۔ ... جس کا مطلب یہ ہے کہ کلام الٰہی سے جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اُن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کی کھال نرم ہو جاتی ہے ان کے دل خدا کے ذکر کیطرف مائل ہو جاتے ہیں۔ تعلق کیوجہ دو ہوتی ہیں خوف اور محبت تمام فلسفی اس بات کے قائل ہیں کہ تعلق کے لیے پہلے محبت کا اصول برتنا چاہیئے۔ قرآن نے اس کو بتایا ہے۔ اور محبت دو طریق سے ہوتی ہے حسن سے یا احسان سے۔ یعنی کوئی چیز خود خوبصورت اور اچھی ہے مثلاً گلاب کا پھول۔ چاند وغیرہ جن کو دیکھکر محبت ہوتی ہے اور یا احسان یعنی بدلے سے ہوتی ہے۔ ان تمام باتوں کو خدا نے سورۂ فاتحہ میں بیان فرمایا۔

الحمد للہ۔ اللہ عربی میں کا اسم ذات ہے۔ الحمد للہ سے یہ بتایا ہے کہ وہ تمام خوبیوں کا جامع ہے اور تمام عیوب سے پاک ہے۔ اور اس قابل ہے کہ اسکے اس حسن کا لحاظ کرکے اس سے محبت کیجائے لیکن تمام لوگ صرف حسن کیوجہ سے تعلق نہیں پیدا کرتے بلکہ احسان بھی چاہتے ہیں۔ اسلیے فرمایا رب العالمین کہ وہ سارے عالم کا رب ہے اسکی ربوبیت گذشتہ موجودہ اور آئندہ زمانے میں بھی ہے۔ ہر شخص اسکی ربوبیت سے ذاتی فائدہ بھی حاصل کر رہا ہے اسی طرح آپ نے بقیہ سورہ فاتحہ کی تفسیر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اسلام نہایت خوبی کے ساتھ انسان کا رشتہ خدا کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ لیکن کسی مذہب کا صرف یہی فرض نہیں ہے کہ وہ انسان کے دل میں خدا کی محبت پیدا کردے۔ بلکہ اس کا یہ بھی فرض ہے کہ خدا کے دل میں انسان کی محبت پیدا کردے۔ اسلام اس فرض کو بھی

ادا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپنے ان کنتم تحبون اللہ کی تفسیر بیان کی۔ اور بیان کیا کہ دیگر مذاہب اس کا ثبوت آئندہ دنیا میں دیتے ہیں۔ مگر اسلام اسی دنیا میں یقین دلا دیتا ہے کہ تم حق پر ہو۔ اور تمہارا خدا کے ساتھ تعلق قائم ہو گیا۔

اس کے بعد آپنے دکھایا کہ کیسی حالت میں جبکہ اسلام کس مپرسی کی حالت میں تھا۔ اور ہر حیثیت سے نظا ہر یہ خیال جاری کیا جاتا تھا کہ اسلام منہزم اور ہزیمت خوردہ ہے تو ایک انسان قادیان سے اُٹھا۔ اسکے بعد آپ نے میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی خدمات اسلام کے تذکرہ کی دلیل میں اُن کی بعض پیش گوئیوں کے پورا ہونے کی کیفیت بیان کی جس میں لیکچر کا کافی حصہ صرف ہوا۔ فرمایا کہ وہ اسلام جس کی نہایت بھیانک تصویریں ولایت میں کھینچی ہوئی تھیں اب خود اہل مغرب اُسکے سامنے گردنیں ڈال رہے ہیں۔ اور بقول فاضل مقرر کے خیال کے مطابق سب میرزا صاحب کی سعی و جہد کا نتیجہ ہے۔ آپنے فرمایا کہ امریکہ میں بھی احمدی جماعت اپنا مشن قائم کر رہی ہے۔ آخر میں غیر مسلموں کو اسلام پر غور کرنے کی دعوت دی اور عام مسلمانوں سے نہایت موثر و دلنشین انداز میں حفاظت و اشاعت اسلام کی اپیل کی۔ آپنے اپنے لیکچر میں یہ بھی بتایا کہ ہمیں اپنے اصول آئیں بطرز معقول ایک دوسرے کو سمجھانے چاہئیں صلح و آشتی سے کام لینا چاہیئے اور گالیاں دینے اور سختی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ درگاہ اوزار ہے (وکیل)

دوسرا رخ
میرزا محمود کی مخالفت میں
علمائے اسلام کا جلسہ

انجمن حفظ المسلمین امرتسر کیطرف سے عین اُسی وقت جبکہ مرزا محمود صاحب کا لیکچر تھیٹر میں ہو رہا تھا ایک جلسہ مسجد حاجی شیخ خیرالدین صاحب مرحوم میں منعقد کیا گیا۔ جس میں مولوی نور احمد صاحب امام مسجد شیخ بڈھا مرحوم نے مرزا صاحب کے جھوٹ اور غلط بیانیوں کا تذکرہ کیا۔ اور عوام کو اُنکے اثر سے بچانے کے لیے اسلامی احکام بیان فرمائے۔

حکیم ابوتراب صاحب کیطرف سے مولانا ابوالوفا کی مثال حکیم ابوتراب صاحب نے ایک مختصر تقریر میں مرزا صاحب کے دعاوی کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ میرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ کے متعلق خود لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائیگا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مرزا صاحب مر گئے اور مولوی ثناء اللہ زندہ ہیں وغیرہ

مولوی عطاء اللہ کا جوش اسلام مولوی سید عطاء اللہ صاحب نے مرزا صاحب کے اُن دعووں کو پیش کر کے کہ وہ موسیٰ ہیں۔ عیسیٰ ہیں۔ احمد ہیں۔ کرشن ہیں۔ ان کی تردید کی اور کہا کہ مسلمانوں کے نزدیک جو درجہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی اگر مسجد میں جاتے ہیں تو کاندھے پر حسین بیٹھے ہیں وغیرہ مگر مرزا صاحب کہتے ہیں "صد حسین است در گریبانم" (معاذ اللہ) کون مرزا۔ وہ مرزا جسکو امام۔ نبی رسول ہونے کا دعویٰ ہے اور جب ۱۵ روپے کے ملازم تھے مختاری کا امتحان دینے گئے تو فیل ہو گئے۔

مولانا ابوالوفا کی آمد مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امروہہ۔ مراد آباد۔ شاہجہان پور وغیرہ تشریف لیگئے ہوئے تھے۔ یہ سب کچھ ان کی غیر حاضری میں ہوا۔ ۲۳ تاریخ کو وہ ۱۱ بجے امرتسر پہنچے۔ اور ان کے آنے کی اطلاع عام کردی گئی کہ آج ۷ بجے شام کو آپ مسجد شیخ خیرالدین صاحب مرحوم میں "قادیانی مشن" پر لیکچر دینگے۔ وقت مقررہ سے پہلے ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور آپنے قادیانی دعاوی والہامات کو واقعات اور حوالجات کیساتھ رد کیا اور ثابت کر دیا کہ میرزا صاحب اور اُن کے مشن کے نرے دعوے ہی دعوے ہیں حقیقت بالکل نہیں۔

اگلے روز پھر ۲۴ فروری کی شام کو نماز عشاء کے بعد چوک کڑہ بھائی میں آپکا لیکچر اسی مضمون پر ہوا۔ مزید حالات آپنے بیان فرمائے لوگ نہایت توجہ اور اشتیاق کے ساتھ سنتے رہے اور بہت متاثر ہوئے۔

مولانا نے فرمایا کہ ہمارے ہادی و مولائی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لخت جگر ابراہیم جب فوت ہوا تو عین اُسیوقت سورج گرہن لگا تھا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ دیکھو اسکا ماتم آسمان پر بھی کیا گیا ہے۔ اسوقت آپنے لوگوں کو جمع کیا اور ایک خطبہ پڑھا جس میں بتایا کہ لوگو کسی دھوکہ میں نہ پڑو سورج اور چاند کا گرہن یا ایسی علامتیں قانون قدرت کے تابع ہیں اُن کو کسی کے غم سے غم اور کسی کی خوشی سے خوشی نہیں۔ بلکہ اللہ خدا اس بات کو زیر نظر رکھیں اور مرزا صاحب کی یہ عبارت بھی دیکھیے کہ آپ درد گردہ سے بیمار ہیں اور اس کے لیے حکیم نورالدین سے استصواب کرتے ہیں۔ حکیم صاحب کہتے ہیں کمر کو گرم کپڑا باندھکر آ جائیے اُسوقت آسمان پر بجلی چمکتی تھی اور ترشح بھی تھا۔ آپ فرماتے ہیں آسمان پر ہمارے لیے روشنی ہو رہی ہے اور بادل ہمارے لیے چھڑکاؤ کر رہے ہیں۔ ان تعلیوں کو دیکھیے اور پھر فیصلہ کیجیے کہ کہاں تک آپ میں صداقت ہے۔

آپکے بعد مولوی سید عطاء اللہ صاحب نے بیان فرمایا اور یہ جلسہ بھی کل کیطرح رات کے ۱۲ بجے کے قریب ختم ہوا۔

پہلے روز کا جلسہ ۲۱ فروری کو انجمن حفظ المسلمین امرتسر کیطرف سے ایک عام جلسہ اس غرض سے کیا گیا کہ ۲۲ فروری کو میرزا محمود صاحب کا لیکچر ہونیوالا ہے اس میں مسلمانوں کو محترز رہنا چاہیئے۔ (اتحاد)

احمدیت ہالینڈ میں

یہ خبر نہایت خوشی سے پڑھی جائے گی کہ ہالینڈ میں جہاں قیصر جرمن نظر بند ہے اب احمدیت پھوٹ رہی ہے اور ایک شخص کو خدا تعالیٰ نے سچے راستے کی طرف رہنمائی کی اور وہ سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہو گیا الحمد للہ علیٰ ذالک

افریقہ میں ہمارا مشن

یہ خبر بھی نہایت مسرت سے پڑھی جائیگی کہ مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بی ٹی افریقہ میں احمدیہ مشن قایم کرنے کیلیے بہت جلد تشریف لیجائینگے۔

سب احباب

ان کی کامیابی کیلیے دعا فرمائیں۔ تا وہ اور تمام لوگ جو ہم سے جدا ہو گئے ہیں ہم میں واپس آجائیں ÷

احباب بدایوں کو تبلیغ

دوستو! اک نظر خدا کیلیے۔ سید الخلق مصطفےٰ کے لیے

اسلام کا زندہ خدا ہمیشہ اپنے حبیب محبوب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین برحق کی احیاء کیلیے تازہ نشان دکھاتا رہتا ہے۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قادر و مقتدر خدا ہے اور یقینی ہے۔ اس کی رحمت کا دامن وسیع ہے اسکے قرب کا رستہ کھلا ہوا ہے اسکے پیارے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض جاری ہیں جو وقت پر ابر کرم بنکر اُمت مرحومہ پر برستے ہیں۔

یہ سچ اور بالکل حق ہے۔ ہمنے دیکھا ہے کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام ان کا ہو کر (ان میں ہوکر) مبعوث ہوتا ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور صداقت کا زندہ نشان بنکر وہ مسیحائی کرتا ہے کہ برسوں کے پرانے مرشد، اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں "

اس محمدی مسیحا کو لاکھوں نے مانا۔ اور مان رہے ہیں جو اپنے پرانے احباب۔ گھر، دوست اور عزیز و قریب ملک و وطن عزت و مال بلکہ جان تک فدا کر دیتے ہیں۔ مگر اپنے محمدی مسیحا کا دامن نہیں چھوڑتے۔ دنیا کی کوئی طاقت انکے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتی۔

محمدی مسیح کا دبدبۂ خسروی دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ چکا ہے۔ یورپ میں اسکی صداقت کا جھنڈا گاڑا گیا۔ امریکہ میں اس کے نام کا علم کھڑا کیا گیا۔ لنکا کو جزائر میں اُس کی آواز پہنچی۔ ماریشیس افریقہ میں اسکی صدا گونجی۔ بنگال و آسام میں اسکی صیتِ دعوت پھیلی ہوئی ہے۔ برہما ہند و سندھ افغانستان میں اس کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ ایک عالم اسکے لواءِ رحمت کے نیچے آ رہا ہے۔ ہر ملک ہر خطے ہر طبقے ہر فرقے ہر مذہب ہر سلسلے کے آدمیوں کیلیے دروازہ کھل چکا ہے۔ مثلاً ہندوستان کے ہر زبردست عالم کے شاگرد اور بڑے سے بڑے پیر کے مریدوں میں سے ضرور کوئی نہ کوئی سعید روح محمدی مسیح کی حلقہ بگوشی میں داخل ہو چکی ہے

بدایوں سے نسبت رکھنے والے قادری دوستو! سنو

کہ تمھارے لیے بھی باب رحمت مفتوح ہو گیا۔ اُٹھو کہ دروازہ کھل گیا۔ آؤ۔ اور خدا کی رحمت میں داخل ہو جاؤ تم میں سے تمھارے ایک پیر بھائی کو خدا نے توفیق دی اور وہ احمدیت کے قلعہ معلیٰ اور خدا کے حصار میں پہنچ گیا۔

تم کہو گے کہ آنیوالا جھوٹا ہے۔ مسیحا ابھی تک نہیں آیا۔ میں کہتا ہوں کہ تم نے غور نہیں کیا۔ آنیوالا تو یہی ہے تم جس کو آنیوالا خیال کرتے ہو وہ تو جانے والوں میں چلا گیا۔ اب وہ ہرگز نہ آئیگا۔
تم کہو گے ہم کیوں کر سمجھیں کہ یہ آنیوالا سچا ہے۔
میں کہتا ہوں تم نے جس پاک نبی کی غلامی اختیار کی اور اس کی محبت کا دم بھرتے ہو اسکو تم نے کیونکر پہنچانا ہے تم اگر نہیں بتا سکتے تو میں تمھارے ایک فاضل مصنف کی تحریر دکھاتا ہوں لاؤ کتاب خلاصۃ العقائد[۱] اور پڑھو صفحہ ۳۸ کی عبارت ذیل۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین توحید کا سارے عالم میں پھیلنا خدا کی تائید سے بڑی بڑی سلطنتوں کا حضور کے اور حضور کے غلاموں کے قبضہ میں آنا آپ کے سچے نبی ہونے کا گواہ ہے اسلیئے بموجب وعدہ الٰہی جھوٹا نبی ذلیل ہوتا ہے اور اسکے دین کو فروغ نہیں ہوتا۔ اس کا جھوٹا ہونا خدا کیطرف سے آشکار و ظاہر کیا جاتا ہے

پس مذکورۂ بالا دلیل سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت و نبوت ثابت ہوتی ہے تو حضور کے مظہرِ کامل حضرتِ احمد قادیانی کی صداقت و حقانیت بھی بپایۂ ثبوت پہنچتی ہے۔

(۱)

جھوٹا نبی ذلیل ہوتا ہے = محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذلیل نہیں ہوئے۔ احمدِ قادیانی بھی ذلیل نہیں ہوئے۔ پس آقا محمد رسول اللہ سچے نبی تھے تو اونکے غلام احمدِ قادیانی بھی سچے نبی و مامور ہیں۔

(۲)

جھوٹے نبی کو فروغ نہیں ہوتا۔ محمد رسول اللہ کے دین کو فروغ ہوا اسلیے حضور سچے نبی ہیں۔ احمدِ قادیانی کے مشن کو بھی فروغ ہوا اسلیے یہ بھی صادق ہیں۔

(۳)

جھوٹے نبی کا جھوٹا ہونا خدا کیطرف سے آشکار و ظاہر کیا جاتا ہے محمد رسول اللہ نیز آپکے وارث احمدِ قادیانی کا خدا کی طرف سے جھوٹا ہونا آشکار و ظاہر نہیں کیا گیا بلکہ قسم قسم کے نشانات طرح طرح کی آیات سے خدا نے تائید و تصدیق کی پس اپنے سچے آقا کا غلام بھی سچا ہے۔ اسکی تکذیب آس کی تکذیب ہے ÷

---

[۱] یہ کتاب مولوی حکیم عبد الماجد صاحب بدایونی کی تصنیف ہے ۱۲ منہ

شاید تم کہو۔ احمد قادیانی ذلیل ہوئے کیونکہ کثرت سے لوگوں نے نہیں مانا۔ منکرین بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ میں کہوں گا۔ تم سمجھے ہی نہیں۔ کیا گذشتہ انبیا کو لوگوں نے کثرت سے مان لیا تھا۔ بتاؤ حضرت موسیٰ کو کتنے آدمیوں نے قبول کیا تھا۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ ماآمن معہ الاقلیل ح تھوڑے ہی ایمان لائے پھر کہو حضرت عیسیٰ کے ساتھ کتنے حواری تھے ہمارے سید مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا میں کتنے لوگوں نے تسلیم کیا۔ کیا آجتک لاکھوں کروڑوں منکرین تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود نہیں ہیں۔ مثلاً مجوسی۔ یہودی۔ عیسائی۔ ہندو آریہ جو حضور مقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے حملے کرتے رہتے ہیں سو اگر یہی ذلیل ہوتا ہے تو بتاؤ وہ کونسا پاک نبی ہے جسکو منکرین نے بدزبانی اور سب وشتم کیے بغیر چھوڑ دیا ہے۔

دوستو! جلدی نہ کرو غیظ وغضب سے کیا فائدہ ہوگا تم کو خوش ہونا چاہیئے کہ خدا کے فضل نے اس زمانہ میں تمہارے لیے ایک مشعل نور روشن کی ہے تم اس سے نور حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ سُنو سُنو گوش ہوش سے سُنو ؎

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادی ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

ابو محمد محفوظ الحق علمی دارالامان

افریقہ میں تحقیق حق کیلئے کمیٹی

افریقہ میں عیسائیوں نے گزشتہ سالہاسال کی محنتوں سے وہاں لاکھوں آدمی عیسائی بنا لیے ہیں۔ جن میں اکثر مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ حال میں اُن کی ایک کمیٹی اس غرض کے لیے قائم ہوئی کہ تحقیق کیجائے کہ سچا دین کونسا ہے۔ اور ہمارے والدین کیوں عیسائی ہوئے جب اُنھوں نے غور کیا تو اُن کو یہ معلوم ہوا کہ وہ محض دنیاوی اغراض کے حاصل کرنے کے لیے عیسائی ہوگئے تھے لیکن اُن کو وہ اغراض حاصل نہ ہوسکے۔ وہ ہمارے سلسلہ کی کتابیں پڑھ رہے ہیں۔ اس مجلس کے پانچہزار عیسائی تعلیمیافتہ ممبر ہیں۔ اُنھوں نے بہت سی غور اس مسئلہ میں کی آخر اس ہفتہ میں یہ خبر موصول ہوئی ہے۔ جو بہت خوشی سے پڑھی جائیگی کہ اس سوسائٹی کا سکریٹری مسلمان ہوگیا ہے اور اس نے لکھا ہے کہ دو سو آدمی میرے ساتھ ہیں وہ جلد مسلمان ہو جائینگے۔ باقی پانچہزار آدمی بھی آہستہ آہستہ مسلمان ہوجائینگے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ متوجہ ہوں

حضرت عرفانی کی قلم سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا جو مقام اور مرتبہ ہے وہ معمولی نہیں۔ قرآن مجید اور حضرت مسیح علیہ السلام کے کلام میں ان کی شان کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ مجھکو تکرار کی ضرورت نہیں۔ میں اسوقت ان کو جس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یاد محبوب کا واحد ذریعہ الحکم ہے۔ الحکم کی زندگی کے نشیب و فراز خود اُنھوں نے مشاہدہ کیے ہیں وہ جس زندگی کی جس سمجھدار و ہر یزشاہراہ پر سے گزرا ہے وہ ان کی دیکھی بھالی بات ہے۔ میں الحکم میں ایک خصوصیت کا آرزومند ہوں۔ اور اگر ان بزرگوں کو اپنے اس پیک محبوب سے محبت ہے تو وہ اس کو پورا کرینگے اور وہ یہ ہے کہ

الحکم میں صحابہ مسیح موعودؑ ہی کے مضامین ہوا کریں

اس سے ایک تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے بہت سے واقعات جمع ہو جائینگے۔ دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی ایک پاک تاریخ بھی مرتب ہو سکے گی۔ زمانہ صحابہ کی جماعت کو کم رہا ہے اور آخر وہ وقت آنیوالا ہے کہ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کی مصداق جماعت ترسے گی کہ کسی صحابی کو دیکھو پائیں الحکم اپنے سید و مولیٰ آقا کا آپکے عہد سعادت میں وقایع نگار تھا۔ اس کو اسی عہد رفتہ کی یاد دل میں چٹکیاں لیتی ہے اور اپنے شاندار مستقبل کو عہد ماضی کی یاد پر قربان کر دینے کو دلبر ہے۔ کاش وہ عہد ماضی پر آسکتا! وقت آئیگا کہ

عہد رفتہ کی یاد اور مہجور ماضی کی کشش تڑپا دیگی

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے والے بادشاہ۔ اپنے شاندار مستقبل کے باوجود حقیقت ماضیہ کے لیے بیقرار ہوکر کہیں گے کہ

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

پس الحکم وہ دفتر پارینہ مہجور ماضی کا نقش پا ہوکر ہمیشہ آنیوالی نسلوں کے لیے رہنما ہوگا اسلیے میرے وہ اور خواجہ تاش بزرگ جنکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا ہے۔ اپنے حالات الحکم میں درج ہونے کو بھیجدیں۔ وہ یہ خیال نہ کریں کہ ان کی زندگی میں شاید کوئی عجیب واقعہ دوسروں کے لیے نہ ہو ہر شخص کی زندگی کے واقعات وہ کیسے ہی معمولی اور عام کیوں نہ ہوں سبق آموز ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً اُن لوگوں کے قبول حق کے لیے ہر قسم کی قربانیاں کرنے والے ہوں واقعات زندگی کے علاوہ وہ سلسلہ کے متعلق کوئی مضمون دیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی مکتوب ان کے پاس ہو۔ کوئی واقعہ زندگی کوئی نصیحت ان کو محفوظ ہو۔ وہ برابر لکھیں میں دیکھوں گا کہ سب سے پہلے **قادیان والے کیا کرتے ہیں؟** اور قادیان والوں میں سے بھی اہل بیت **اس درخواست پر کیا توجہ فرماتے ہیں؟** وقت کو بہت غنیمت سمجھا جاوے۔ **حضرت ام المومنین** بھی توجہ فرمائیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو دین کی خدمت کی ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی زندگی کے واقعات کی جو تصویر پیش کی ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ بوڑی جو آیۃ اللہ ہو اپنے فرض کا ہم سے بہتر احساس کر سکتی ہے میں دوسرے بزرگوں کو بھی نام بنام یاد دلا سکتا ہوں لیکن اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے کہ حضرت مسیح موعود **علیہ السلام کی بازو کی اہمیت آپ سے بڑھکر اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔**

پس اس خصوصیت کے لحاظ سے اس کی مدد کرو اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی پیاری باتیں دلربا عادتیں اور اخلاق آپکے نشانات ومعجزات کا اظہار کرو۔ اور اس کا واحد ذریعہ الحکم کو قرار دو۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس مضمون کی اشاعت کے بعد الحکم میں قادیان کے اصحاب الصفہ بزرگوں کے مضامین اور حضرات اہل بیت کی تحریروں سے الحکم میں ایک نئی شان پیدا ہو جائے گی۔ اور اس کا

حال عہد ماضی کی دلربا تصویر ہوگی

(عرفانی)

مولوی محمد حسین بٹالوی

مولوی محمد حسین بٹالوی کی موت کی خبر میں نے فی الحقیقت رنج اور افسوس سے پڑھی ہر چند وہ ہمارے سلسلہ کا دشمن اول تھا۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ایک زبردست عالم اور اپنے عہد عصر کا ایک ذی علم مناظر اور اہل قلم تھا۔ فرقہ اہل حدیث میں آج جو کچھ ترقیات نظر آتی ہیں وہ اسی شخص کی قلم وکوشش کا نتیجہ تھیں۔ اسی نے اس زمانہ میں اہل حدیث کی خدمت کی جبکہ اس کے روحانی ناخلف عرصہ شہود میں نہ آئے تھے۔ مجھکو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ۱۸۹۱ء سے ملاقات تھی گویا ۲۸ برس کا ایک طویل زمانہ گزرتا ہے۔ اور اسی وقت سے وہ **سلسلہ عالیہ احمدیہ** کا مکذب مکفر تھا۔ گویا یوں کہو کہ سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کی تاریخ میں مولوی محمد حسین کے باب کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ترتیب دیا ہے اور میں چشم دید واقعات کا گواہ ہوں۔

خود میرے ساتھ مولانا محمد حسین کے تعلقات نہایت بے تکلف تھے اور میں اسطرح پر ان کی زندگی کے اکثر اندرونی واقعات سے باخبر ہوں۔ یہ موقعہ نہیں کہ میں اُنکے مرجانے کے بعد ان کی غلطیوں پر زور دوں۔ سلسلہ کے ساتھ ان کی مخالفت کی تاریخ ایک دلچسپ باب اور ۲۸ سال کی ایک طویل داستان ہے اس کے علاوہ اُنکی زندگی پر سلسلہ کے متعلق تین دور گزرے ہیں۔

دور اول عہد اخلاص وارادت تھا جس میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص نیازمند اور ارادت مند خادم کی حیثیت میں نظر آتے ہیں۔

دوسرا دور جو دعویٰ مسیحیت ومہدویت کے بعد شروع ہوتا ہے اس میں وہ اولاً شک وتردد کے مقام پر کھڑے ہوکر پھر تمام سابقہ تعلقات کو خیرباد کہکر مخالفت کے میدان میں اُترتے ہیں اور بالآخر اپنی تمام تجاویز اور ارادوں میں خدا کے برگزیدہ بندے کے سامنے ناکام ونامراد رہجاتے ہیں

آخری دور ان کا عہد صلح وبنائے اتحاد تھا۔ اس عرصہ میں وہ کبھی اپنے بچوں کو قادیان بھیجکر اخلاص وارادت کے رنگ میں آنا چاہتے ہیں اور کبھی دوسری تجاویز کو اختیار کرتے ہیں مگر پورے کامیاب نہیں ہو سکتے اب ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ میں تو ہمیشہ اُنکی آخری زندگی میں یہی سمجھتا تھا کہ دراصل وہ رجوع کر چکے ہیں۔ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب سے وہ ملاقات کرنا چاہتے تھے اور انکو تخلیہ میں گفتگو کے لیے بلارہے تھے مگر حضرت شاہ صاحب کی مصروفیتوں نے انکو موقعہ نہ دیا۔ معلوم نہیں وہ کیا حسرتیں دل میں لے گئے ہوں گے۔

میں مولوی صاحب کا صدق دل سے خیرخواہ تھا انکی اولاد کا بھی شفیق وناصح تھا۔ اور اب بھی اپنے بچھڑنے والے قدیم آشنا کے خاندان کے ساتھ نیکی اور خدمت کیلیے اپنے دل میں جوش پاتا ہوں۔ زندگی نے وفا کی اور توفیق رفیق حال ہوئی تو سوانح حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بسط سے ذکر کروں گا۔ ورنہ

اے لبا آرزو کہ خاک شدہ

(عرفانی)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

آج مطلع ابر آلود ہے اور کچھ خنکی ہے۔ کل شیخ عبدالرحمن صاحب مصری احمدیہ کالج قادیان کی سکیم لیکر آئے تھے۔ رات ۱۱ بجے تک حضور اُس میں اصلاح فرماتے اور مناسب ہدایات دیتے رہے۔ میاں شریف احمد صاحب بھی دہرہ دون سے واپس تشریف لے گئے۔ صبح حضور سیر کو تشریف لیگئے اور قریب مغرب کے واپس آئے حضرت ام المومنین بھی ہمراہ تھیں۔ ام المومنین کی توصحت الحمد للہ نسبتاً اچھی ہے۔ لیکن حضرت کو کچھ زیادہ افاقہ نہیں کسی وقت حرارت بھی ہو جاتی ہے۔ حلق میں تکلیف ہے اور درد سر بھی رہتا ہے۔

آج مغرب کیوقت منشی جھنڈے خانصاحب مدرس ... نے ایک نظم پنجابی حضرت کو پڑھکر سنائی جسمیں آپنے نہایت واضح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامونکو بیان کیا کل کی طرح آج بھی بیرونجات سے جشن کے قریب احباب حضرت کی ملاقات کیلیے آئے اور مغرب کا کھانا کھاکر اپنے اپنے گاؤں کو چلے گئے (خاکسار فضل الرحمن گورداسپور ۹ مارچ ۱۹۲۰ء)

ہمارا عربی کالج عربی کالج کی سکیم علماء کی ایک کمیٹی نے تجویز کرلی ہے اور اسکو مکمل کرنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور میں پیش کر دیا گیا ہے۔ حضرت اسمیں خاص طور سے غور فرما رہے ہیں امید کہ جلد یہ کالج عملی رنگ میں ہمارے سامنے آجائیگا اور ایک دن ہم اپنی قومی زبان عربی بنا سکیں گے۔ انشاءاللہ

ہمارے عربی کالج پر معصر اتحاد کی رائے قادیانی اصحاب کی ہمت اور استقلال باعث رشک ہے جو اسلام کے تمام فرقوں کی متحدہ مخالفت کے باوجود اپنی دھن میں منہمک ہیں اور اپنے مشن کی اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ ہندوستان میں اگر انھیں کامیابی نہ ہوئی تو نہ ہو وہ مایوس نہ ہوئے بلکہ دیگر ممالک میں پہنچکر تبلیغ کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اب اُن کا ارادہ قادیان میں عربی کالج قائم کرنے کا ہے اور یقیناً وہ کر لینگے۔ مگر عام مسلمانوں کی حالت دیکھیے جو جلسے کرنے اور باتیں بنانے میں تو سب سے آگے ہوں گے مگر عملی کام کیوقت سب سے پیچھے۔